حیات قائد کے مذہبی و روحانی پہلو پر منفرد کتاب
رحمۃ اللہ علیہ
قائدِ اعظم کا مسلک
تحریر و تحقیق
سید صابر حسین بخاری
بزمِ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (القرآن، النور آیت ۱۹)

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے انکے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں

قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کا مسلک

تحریر و تحقیق:

سیّد صابر حسین شاہ بخاری

بزمِ رضویہ رجسٹرڈ. لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اسلامی سلسلہ اشاعت نمبر ۴۳

کتاب	:	"قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کا مسلک ؟"
مصنف	:	سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی
موضوع	:	سیرت قائداعظم کے ایمان افروز پہلو کی دل آویز تحقیق
پروف ریڈنگ	:	محمد رفیق شیخ حنفی قادری، ایم اے (معاشیات)
اشاعت حاضرہ	:	کتابی صورت مع ترامیم و توضیحات (بزم رضویہ، لاہور)
باراول	:	۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ / ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء
ضخامت	:	صفحات
تعداد	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
ہدیہ	:	روپے

ناظم اعلیٰ محمد سلیم حنفی قادری رضوی جلالی

ملنے کا پتہ: بزم رضویہ (رجسٹرڈ) ۷ / ۳۷ ، ۱۴، داتا نگر بادامی باغ، لاہور

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

☆ فیضان طیبہ لائبریری نزد نورانی مسجد عقب ایم بلاک وحدت کالونی لاہور ۵۴۶۰۰

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ٥

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہے کہ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سُنّت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے من حیث الجماعت' قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی سیاسی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے' دو قومی نظریہ کی پاسداری کی اور نہایت کامیابی سے تحریک پاکستان کو ہمکنار کیا۔ لیکن کچھ لوگ اس حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔۔۔ دن کو "رات" بتاتے ہیں۔۔۔ باقاعدہ کتابوں کے حوالے سناتے ہیں۔۔۔ان متنازعہ کتابوں کی تعداد تین چار ہی ہے............ پھر ان کے لکھنے والے بھی غیر معروف شخصیات ہیں............ علماء اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کسی بھی معتبر شخصیت نے ان متنازعہ کتابوں کی تصدیق و تائید نہیں کی۔۔۔ یہ ان کے غیر معروف مصنفین کا سراسر ذاتی موقف تھا۔۔۔ ان چند افراد کی شخصی رائے کو پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ کہنا یقیناً الزام و افتراء و بہتان ہے۔

اگرچہ تحریک پاکستان میں دوسرے مکاتیب فکر کے گنتی کے بعض علماء نے بھی انفرادی طور پر حصہ لیا تھا لیکن ان کے اکابرین کی اکثریت آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ "متحدہ قومیت" (نظریہ وطنیت) کی حامی تھی' یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

یہ ممکن ہے کہ کسی سُنّی عالم نے آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم علیہ الرحمتہ کی حمایت نہ کی ہو لیکن ایسا کوئی سُنّی عالم ان شاء اللہ العزیز' ڈھونڈے سے نہ ملے گا جو آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ "متحدہ قومیت" کا کانگریسی ترجمان رہا ہو............ ان چند متنازعہ' غیر معتبر کتب کے غیر معروف مصنفین نے اگر آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم علیہ الرحمتہ کی حمایت نہیں کی............ تو دوسری طرف آل انڈیا کانگریس اور گاندھی

کی بھی شاید مخالفت کی تھی۔ بہر کیف ان کی ذاتی آراء کو پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ یہ متنازعہ کتب چند اوراق پر مشتمل ہیں سوائے "تجانب اہل السنّۃ" نامی کتاب کے جو قدرے ضخیم ہے۔۔۔ مخالفین اہل سُنّت اپنی سیاسی و گروہی برتری کے لیے اسی غیر معتبر کتاب کے عکس لے کر اور شائع کر کے یہ دعوی کرتے ہیں کہ :

> "علماء اہل سُنّت و جماعت (علیہم الرحمتہ) نے بھی قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) کی مخالفت کر کے تحریک پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے۔"

غیر مقلد مولوی احسان الٰہی ظہیر آنجہانی نے "البریلویہ" میں...... غلام نبی امر تسری احراری نے اپنی یاداشتوں "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" میں...... اور پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے بھی اپنی کتاب "سیرت قائد اعظم" میں ایک دو مقامات پر اسی "تجانب اہل السنّۃ" کے حوالے دے کر یہ غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ :

> دارالعلوم دیوبند ' مجلس احرار ' خاکسار پارٹی ، خدائی خدمت گاروں اور جماعت اسلامی کی طرح علماء اہل سُنّت و جماعت کی جانب سے بھی قائد اعظم علیہ الرحمتہ پر (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کفر کے فتوے لگائے گئے تھے۔ (۱)

---

(۱) دیکھیے : رفیع اللہ شہاب، پروفیسر : "سیرت قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور '۱۹۹۴ء) ص ۱۸ ' ۳۱۷
چودھری غلام نبی احراری : "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" (طبع چہارم، ۱۹۹۸ء)
جامع و مرتب : ابو اسامہ کاظمی احراری ' ص ۲۴۲
نوٹ : انہی پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا ایک مضمون : درود شریف کی عبارت ۔۔۔ علماء وضاحت فرمائیں" کے عنوان سے روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور)۔ ۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا جس

اب تعصب کی عینک اتاریئے، پڑھئے اور انصاف کیجئے:

اولاً:

"تجانب اہل السنّہ" نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی تصنیف ہے...... نہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادگان، خلفاء و تلامذہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی...... نہ یہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی...... نہ پوری دنیائے اہل سنت واکابر اہل سنت وجماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس سے متفق ہیں۔

ثانیاً: "تجانب اہل السنہ" کے مصنف مولانا محمد طیب داناپوری نے نظریۂ پاکستان (دو قومی نظریہ) اور تحریک پاکستان کی مخالفت بالکل نہیں کی...... البتہ آل انڈیا مسلم لیگ یا اس کے بعض لیڈروں سے اختلاف کیا ہے اور یہ ان کا سراسر ذاتی موقف تھا۔۔۔ علمائے دیوبند کی طرح گاندھی یا آل انڈیا کانگریس کی حمایت بھی نہیں کی............ مثلاً آپ لکھتے ہیں:

میں مروج درود پاک کی مشہور و معروف عبارت پر اعتراض کیا گیا اور "وآلہٖ" کو غلط اضافہ بتایا گیا اور اس طرح آل رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے قلبی عداوت کا اظہار کیا گیا۔۔۔ اس کا جواب، اسی صفحہ پر اخبار مذکور نے دیا۔۔۔ بعد ازیں مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب نے "درود شریف کی عبارت: تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے تحقیقی جواب دیا جو روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) ۲۸ مارچ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا...... صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب، ملتان کی معلومات افزاء تحریر: "درود شریف پر اعتراض کا جواب" روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) یکم اپریل ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی...... ساجد علی سبحانی، ایم اے، مدرس جامعۃ المصطفےٰ لاہور کا بصیرت افروز مضمون: "درود شریف کی وضاحت" روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) ۱۹ اپریل ۱۹۸۷ء میں چھپا...... یہ چاروں تحریریں یکجا کر کے ماہنامہ "عرفات" لاہور جلد ۲۹ شمارہ پنجم بابت مئی ۱۹۸۷ء (ص ۹۔ ۲۳) پر شائع کی گئی تھیں۔ (ادارہ)

" آہ! کیسا غضب ہے' دہریت کو اسلام بتا کر اس کی اشاعت کی جا رہی ہے...... حیف! کیسا ظلم ہے کہ انکار قرآن کو قرآنی تعلیم بتایا جا رہا ہے...... کیسا ستم ہے کہ بے دینی کا نام الدین القیم رکھا جاتا ہے...... انا للہ و انا الیہ راجعون' یہ ہے گاندھی کی غلامی...... یہ ہے احرار گاندھویہ کی امامی...... یہ ہے مسٹر کی ابوالکلامی...... وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ العلی العظیم"۔ (۲)

جب کہ اس کے بر عکس پورے مکتبہ دیوبند میں مولوی اشرف علی تھانوی' مولوی شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع کراچوی کے محدود حلقے کے سوا تقریباً سارے علماء دیوبند گاندھی کے "مہاتمائی" چرنوں میں جا بیٹھے تھے اور آج تک اپنے کانگریسی موقف پر شدت سے ڈٹے ہوئے ہیں۔

ثالثاً:

جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ" میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں۔۔۔ بعض پر حسب حال فتاوی ہیں۔۔۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں۔۔۔ اور ان لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے فتاوی ہیں۔۔۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاوی ہیں۔۔۔ (۳)

رابعاً: اہل سنت و جماعت کے جید علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس متنازعہ کتاب سے بارہا دفعہ اپنی برات کا اظہار فرما چکے ہیں مثلاً غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

---

(۲) محمد طیب داناپوری، مولانا: "تجانب اہل السنۃ" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۶۴

(۳) دیکھئے: محمد حسن علی رضوی' مولانا: "برہان صداقت بر نجدی بطالت" (مطبوعہ لاہور)

"تجانب اہل السنہ" کسی غیر معروف شخص کی غیر معتبر تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں ہے۔ لہٰذا اہل سنت کے مسلمات میں اس کتاب کو شامل کرنا قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کا کوئی حوالہ ہم پر حجت نہیں ہے سالہا سال سے یہ وضاحت اہل سنت کی طرف سے ہو چکی ہے کہ ہم اس کے کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں۔" (۴)

علامہ سید محمود احمد رضوی صدر دارالعلوم حزب الاحناف' لاہور، رقم طراز ہیں:

"اتنی بات درست ہے کہ اس کتاب کے مولف مولوی محمد طیب داناپوری حزب الاحناف ہند کے فارغ التحصیل ہیں مگر انہوں نے اس کتاب میں جو لکھا ہے بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نہ اس کے موید ہیں اور نہ اس کے تمام مندرجات کو صحیح و درست مانتے ہیں مگر اس کے باوجود "تجانب" کے حوالہ سے علماء بریلی کو بدنام کرنے کی سعی مذموم کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے اس کتاب پر حضرت والد قبلہ (علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری علیہ الرحمتہ) کی نہ تو تقریظ ہے اور نہ آپ نے کبھی اس کے مندرجات کی تائید و توثیق فرمائی ہے۔" (۵)

مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"تجانب اہل السنہ "میں جو کچھ انہوں نے لکھا وہ ان کے ذاتی خیالات تھے' اہل سنت کے پانچ ہزار علماء و مشائخ نے بنارس کانفرنس میں قرارداد قیام پاکستان منظور کر کے "تجانب اہل السُنّہ" کے مندرجات کو عملاً رد کر دیا تھا۔ لہٰذا سیاسی نظریات میں ایک غیر معروف امام (مولانا طیب) اور غیر

---

(۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: "امام احمد رضا بریلوی اپنوں اور غیروں کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۵ء) ص ۳۱

(۵) سید محمود احمد رضوی، مولانا: "سیدی ابوالبرکات" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۹ء) ص ۴۵۰

مستند شخص کے سیاسی نظریات کو سوادِ اعظم اہل سُنّت پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، نہ یہ شخص ہمارے لیے حُجّت ہے اور نہ اس کے سیاسی افکار۔" ملخصاً۔(۶)

غیر مقلد مولوی احسان الٰہی ظہیر آنجہانی نے دعوٰے کیا کہ:

"ہم نے بریلویوں (اہل سُنّت و جماعت) کا جو عقیدہ بھی ذکر کیا ہے وہ ان (اہل سُنّت و جماعت) کی معتبر اور معتمد کتابوں سے صفحہ اور جلد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔" (۷)

اس کے جواب میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:

"اور حال یہ ہے کہ "تجانب اہل سُنّت" "لمعۃ الروح" "باغ فردوس" اور "مدائح اعلیٰ حضرت" وغیرہ قسم کی کتابوں کے جا بجا حوالے دیئے ہیں یہ کہاں کی مستند اور معتبر کتابیں ہیں؟"۔ (۸)

جس طرح علماء اہل سنت نے "تجانب اہل السنۃ" اور اس کے مصنف مولانا محمد طیب داناپوری کے سیاسی افکار و نظریات سے اپنی برات کا مکمل کر دو ٹوک اظہار کیا ہے، کیا علماء دیوبند اور دیگر کانگریس نواز پارٹیوں نے بھی اسی طرح اپنے کانگریس نواز اور گاندھوی علماء سے اپنی برات کا اظہار کیا ہے؟

---

(۶) غلام رسول سعیدی، مولانا: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء) ص ۵۵۱
(۷) احسان الٰہی ظہیر، غیر مقلد، مولوی: "البریلویہ" ص ۱۱۲
(۸) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "اندھیرے سے اجالے تک" (مطبوعہ لاہور) ص ۲۹
(ب) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" ص ۵۱